حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری
نائب شیخ الفقہ، جامعہ نظامیہ

سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق امت مسلمہ پر: ساری کائنات کے لئے حقوق وآداب کا قانون ونظام عطا کرنے والے حبیب پاک نبی رحمت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے اس امت پر بے شمار حقوق ہیں۔ان میں سے چند حقوق ذکر کئے جارہے ہیں۔

محبت ایک عمل قلبی ہے جو آدمی کو اپنے محبوب پر ایساوارفتہ اوراس کا ایسا گرویدہ بناتی ہے کہ آدمی اپنی خودی سے گم ہوکراپناسب کچھ محبوب پرقربان کردیتا ہے۔

محبت کی کئی قسمیں ہیں

محبت فطری، محبت اختیاری اورمحبت عقلی۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اپنی تمام قسموں کے ساتھ ہونی چاہئے۔پھراس کی دوجہتیں ہیں۔نفس محبت،کمال محبت۔

نفس محبت،یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درجہ محبت ہوکہ آپ کے ذکر سے دل لذت وسکون پائے اوراس میں ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کی گستاخی کا بھی شائبہ نہ ہو' کمال محبت یہ ہے کہ آپ کی محبت دل میں اتنی راسخ ومستحکم ہوجائے کہ تمام کائنات میں کسی کی محبت بھی اس کا مقابلہ نہ کرسکے' توایسا شخص مومن کامل ہے۔اسی محبت کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"قل ان کان آباء کم وابناء کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم واموالِ اقترفتموها و تجارة تخشون کسادها و مسکن ترضونها احب الیکم من اللّٰه ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی اللّٰه بامره واللّٰه لایهدی القوم الفٰسقین" (سورہ توبہ:۲۴)

پتہ چلے کہ کون دعویٰ محبت میں صادق ہے اور کون کاذب۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے "تمہارا کسی شئے سے محبت کرنا تمہیں اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے" (سنن ابوداود شریف، کتاب الادب۔۵۱۳۰)۔ معلوم ہوا کہ محبت والی آنکھ محبوب کی ذات میں کوئی عیب نہیں دیکھ سکتی اور محبت والے کان محبوب کے نقائص سن نہیں سکتے۔ اگرچہ کسی محبوب میں واقعۃً عیوب ہوں۔ اب اگر کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے عیب ذات پاک میں عیوب دکھائی دے رہے ہوں تو سمجھنا چاہئے کہ اصل محبت ہی معدوم ومفقود ہے۔ جب محبت ہی نہ ہو تو خود بخود ایمان رخصت ہو جاتا ہے۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے ہم سب کی شمع ایمان کو یوں فروزاں کیا ؎

خلقت مبرء ا من کل عیب　　　کانک قد خلقت کما تشاء

آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے گویا آپ جیسا چاہتے تھے ویسا ہی آپ کی تخلیق ہوئی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک ومنزہ پیدا کئے گئے اور تمام فضائل وکمالات کے پیکر بنائے گئے۔ اس کو مبالغہ آمیزی پر محمول کرکے صرف شعری حیثیت سے نہیں دیکھا جاسکتا کیوں کہ حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس شعر کو شارع علیہ السلام کی جناب میں پیش کیا اور آپ نے ملاحظہ فرما کر اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔ اس لئے اب اس شعر کی صرف شعری حیثیت نہ رہی، بلکہ شرعی حیثیت ہوگئی، کیوں کہ یہ حدیث تقریری ہے جس کا انکار گمراہی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

علامات محبت

(۱) کثرت ذکر (۲) اشتیاق دیدار (۳) ذکر مبارک کے وقت خشوع وخضوع (۴) اور کیف و لذت (۵) اور اظہار فرحت وسرور (۶) اطاعت واتباع (۷) کثرت درود وسلام۔

ثمرہ محبت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت والفت دل میں جاگزیں ہو اور آپ سے تعلق ووابستگی مستحکم و پائیدار ہو تو اس کا فائدہ وثمرہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ومعیت نصیب ہوگی جیسا کہ ارشاد ہے "المرء مع من احب" (ترمذی شریف، ج۲،ص۶۴) آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے نسبت رکھنے والی ہر شئے کی محبت بھی لازم وضروری ہے چنانچہ مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ روضۂ مقدسہ آثار شریفہ احادیث مبارکہ مشاہد جمیلہ غرض کے تمام منسوبات نبویہ سے محبت لازم وضروری ہے بلکہ یہ آپ کی محبت ہی میں داخل ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری

کی شان نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اے لوگو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور میرے بعد انہیں ہدف ملامت نہ بناؤ۔ پس جس نے ان سے محبت کی تو گویا میری محبت کے باعث ان سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی تو یقیناً میری ذات سے دشمنی کے سبب ان سے دشمنی کی جس نے انہیں ایذاء دی تو اس نے مجھے ایذاء پہنچائی اور جس نے مجھے ایذاء پہنچائی گویا اس نے خدا کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو اذیت دی تو جلد ہی اللہ اس کو اپنی گرفت میں لے لے گا''۔ (جامع ترمذی، ج ۲، ص ۲۲۵)



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منجملہ حقوق کے آپ کی تعظیم وتوقیر ہے اور یہ عین فرض ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا بے شک ہم نے آپ کو تمام احوال کا مشاہدہ کرنے والے سب کی گواہی دینے والے اور خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے اور آگاہ کرنے والے بنا کر بھیجا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام آپ کی پاکی بیان کرو (سورہ فتح: ۸)۔ اسی وجہ سے عظمت وہیبت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کرام کے دلوں میں کچھ اس طرح جلوہ گر و مستحکم تھی کہ اس خلق عظیم کے باوصف جس سے جانی دشمن حلقہ بگوش اور وحشی صفت بیگانے مانوس ہو جاتے تھے باوجود اس کمال عشق ومحبت کے صحابہ آنکھ بھر کے چہرہ مبارک کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ کوئی بات یا مسئلہ بے تکلف پوچھ لے۔ اجنبی جہاں دیدہ لوگ صحابہ کی تعظیم وتوقیر اور خدمت گذاری کو جب دیکھتے تو بلا تصنع آپس میں کہتے کہ اس قسم کی تعظیم نہ کسی بادشاہ کی ہوتی دیکھی ہے نہ کسی اور کی۔

بخاری شریف ج ۱، ص ۳۷۹ میں مذکور ہے عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کی جانب سے نمائندہ بن کر حاضر ہوئے تھے صحابہ کرام کو غایت درجہ کی تعظیم کرتے دیکھا تو اپنی قوم میں جا کر یہ تاثرات بیان کئے۔ اے میری قوم! قسم ہے خدائے تعالی کی میں نے بہت بادشاہوں کے دربار دیکھے اور قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا۔ جس قدر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کی تعظیم کرتے ہیں ویسے تعظیم کسی بادشاہ کی ہوتی نہیں دیکھی۔ خدا کی قسم جب وہ ناک صاف کرتے ہیں تو آب بنی لوگوں کی ہتھیلیوں میں گرتا ہے جس کو وہ لوگ اپنے چہرہ اور جسم پر ملتے ہیں اور جب وہ وضو فرماتے ہیں تو آپ کے غسالہ مبارک پر اصحاب کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ شاید جدال وقتال کی نوبت آ جائے اور جب وہ کسی کام کا حکم کرتے ہیں تو امتثال کے لئے ہر شخص پیش قدمی کرتا ہے، اور جب آپ گفتگو کرتے ہیں تو وہ اپنی آوازوں کو پست کر لیتے ہیں اور بوجہ تعظیم کوئی نگاہ

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم، اجلال وتوقیر اس درجہ اہم ہے کہ اس میں سرموفرق آجائے تو اعمال صالحہ بیکار ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے: **یاایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھرو اله بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون"** (حجرات:۲) اس سے ظاہر ہے آپ کے دربار گہربار اور مواجہ شریف میں محض بلند آواز سے گفتگو کرنے سے ہی تمام اعمال خیر غیر محسوس طور پر اکارت ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ توفیق ادب عطا کرے۔ آپ کے وصال شریف کے بعد آپ کی تعظیم قبل وصال ہی کی طرح لازم و ضروری ہے اس میں سرموفرق نہیں۔ **ان حرمته صلی اللّٰہ علیه وسلم میتا کحرمته حیا** (امام مالک بحوالہ انوار احمدی)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد آپ کی تعظیم وتوقیر کا وہی حکم ہے جو آپ کے وصال مبارک سے پہلے تھا۔

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمہ اللہ نے بعد وصال تعظیم کے وجوب پر بخاری شریف کی اس حدیث سے استدلال فرمایا ہے جس میں وارد ہے کہ سیدتنا ام عطیہ رضی اللہ عنہا جب کبھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک فرماتیں تو آپ پر اپنے ماں باپ کو فدا کر کے کلام کا آغاز کرتیں۔ سبحان اللہ کیا ادب تھا کہ روبرو تو روبرو غائبانہ بعد وفات شریف کے بھی وہ ادب مرعی وملحوظ تھا کہ جب تک ماں باپ کو فدا نہیں کرتے نام مبارک کو ذکر نہیں کرتے تھے۔ (انوار احمدی صفحہ ۲۶۵)

جب اس قدر تعظیم کا حکم ہے تو ایسی کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات ادنیٰ سے ادنیٰ عمل جو کسی کے لئے ناگواری یا ایذارسانی کا باعث ہے اگر حضور والا کی شان کے ساتھ کیا جائے تو یہ کفر کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔ **اعاذنا اللّٰہ من ذالک** ۔



اللہ تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرماتا ہے" **فالذین آمنوا بہ و عزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معه اولئک ھم المفلحون"** (اعراف:۱۵۷) اس آیت میں ایمان وتعظیم کے بعد نصرت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ نصرت کا مطلب یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان اور فضائل ومناقب کا بیان عام کریں اور آپ کی طرف سے مدافعت کریں۔ اگر آپ کی عظمت کے خلاف کوئی فتنہ رونما ہوتا ہے تو اہل ایمان پر فرض ہے کہ اس کے مقابل سینہ سپر ہوجائیں اور آپ پر کئے جانے والے اعتراضات کو تقریر وتحریر کے ذریعہ یا دیگر وسائل مدافعت وذرائع ابلاغ (الکٹرانک میڈیا و پرنٹ میڈیا) سے دفع کریں اور آپ کے ناموس اقدس وشان عالی کا چرچا کریں اور اس کو اپنا وظیفہ بنائے رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان مقدس ہستیوں کی بذریعہ جبریل امین تائید فرماتا ہے جو اپنے حبیب پاک

صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل اوراس کی دو باندیوں کوقتل کرنے کا حکم فرمایا اس لئے کہ یہ دونوں آپ کی شان میں گستاخانہ اشعار گایا کرتی تھیں۔اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بے ادبی کرنے والے کا کتنا برا انجام ہوتا ہے جب کہ فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان ہو چکا تھا پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قتل کروادیا کیونکہ یہ ایسے بے ادب ہیں جن سے معاشرے کو پاک کرنا ضروری ہے تا کہ ان کے جراثیم متعدی نہ ہوسکیں اور کوئی دوسرا شخص اس قسم کی جرات نہ کرپائے۔

اطاعت واتباع

"فالذین آمنوا به و عزروه و نصروه واتبعوا النورالذی انزل معه اولئک هم المفلحون" اس آیت کریمہ میں ایمان، تعظیم،نصرت ومدافعت کے بعد اتباع کا ذکر کرکے ان سب پر کامیابی کو منحصر کیا گیا ہے جس سے اتباع کی اہمیت وضرورت معلوم ہوتی ہے۔فلاح کسی ناقص کامیابی کا نام نہیں بلکہ لغت عرب میں دنیا وعقبیٰ کی تمام خیر و برکات پر جامع وشامل فلاح سے بڑھ کر کوئی لفظ نہیں ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع لازم وفرض ہے۔**"وما آتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا"** (سورہ حشر:۷) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ عطا کریں اس کو لےلو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔**"من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰه"** (سورہ نساء:۸۰) آپ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے۔**"قل ان کنتم تحبون اللّٰه فاتبعونی یحببکم اللّٰه ویغفر لکم ذنوبکم واللّٰه غفور رحیم"** (سورۃ آل عمران:۳۱) آپ کی اتباع ہی حق تعالیٰ کا محبوب بناتی ہے۔**"فلیحذر الذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة اویصیبهم عذاب الیم"** (سورہ النور:۶۳) جولوگ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ڈریں کہ انہیں کوئی فتنہ پہونچے یا انہیں دردناک عذاب پہونچے۔**"ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی ونصله جهنم وساء ت مصیرا"** (سورہ نساء:۱۱۵) اور جوکوئی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے جب کہ اس کے لئے ہدایت واضح ہوچکی، اور وہ مؤمنین کی راہ سے ہٹ کر چلے، ہم پھیر دیں گے جہاں وہ پلٹتا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

تسلیم ورضا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پاک پر سر تسلیم خم کرنا اسلام کے بنیادی امور میں سے ہے۔



اللہ تعالیٰ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد تمام حقوق کی پابجائی کرتے ہوئے اس پر جمے رہنا صبر واستقامت ہے۔

زندگی میں مختلف نشیب وفراز، اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں اور انقلاب زمانہ وگردش لیل ونہار کی وجہ سے بسا اوقات ایسے حالات درپیش ہوتے ہیں کہ ایک مرد مومن کے لئے اس کے ایمان کی حفاظت خطرہ میں ہوجاتی ہے۔ الحاد و بے دینی کی تیز وتند آندھیاں اس کی شمع ایمان کو بجھانے لگتی ہیں۔ بسا اوقات معاشی اور معاشرتی دباؤ اس کو دین پر ثابت قدم رہنے نہیں دیتا۔ اور ایسے عظیم فتنے برپا ہوجاتے ہیں کہ انسان کو کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور معمولی سی دنیوی لالچ وطمع کی وجہ سے اپنا دین وایمان بیچ دیتا ہے جیسا کہ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو ان فتنوں سے پہلے اعمال کی طرف سبقت کرو جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہوں گے کہ انسان صبح کرے گا مومن ہوکر اور شام کرے گا کافر ہوکر اور شام کرے گا مومن ہوکر اور صبح کرے گا کافر ہوکر اور دنیوی ساز وسامان کے عوض اپنا دین بیچ ڈالے گا۔ (ترمذی، ج۲، ص۴۳)۔

اسی لئے ایمان پر ثابت قدم رہنے کی بہت تاکید کی گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "یاایھاالذین آمنوا آمنوا باللّٰہ ورسولہ" (سورہ نساء:۱۳۶) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ یعنی اس پر ثابت قدم رہو۔ (مدارک شریف)

حدیث شریف میں وارد ہے حضرت سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ آپ اسلام سے متعلق مجھے ایسی بات ارشاد فرمائیے کہ آپ کے بعد پھر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہو تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قل آمنت باللّٰہ ثم استقم" (مشکوۃ شریف کتاب الایمان ص۱۲)۔ کہو! میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مدح فرمائی ہے جو دین اسلام پر تادم زیست ثابت قدم رہتے ہیں "ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الاتخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون" (سورہ حم السجدۃ:۳۰) بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر مضبوطی سے قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خوف مت کرو اور غم نہ کرو تمہیں بشارت ہو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ لوگوں نے یہ تو کہا مگر ان میں سے اکثر اس کا انکار کر بیٹھے جو شخص تادم زیست اس پر قائم رہے وہی اس مقدس گروہ میں شامل ہوگا۔ (ترمذی

گئی ہے۔ ”من زار قبری وجبت له شفاعتی“ (سنن دار قطنی، سل الہدی والرشاد، ج ۱۲، ص ۳۷۶) جس نے میرے روضہ اقدس کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامة (مشکوۃ شریف، ج ۱، ص ۲۴۰) جس نے ارادہ کر کے میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے دامن رحمت میں ہوگا۔

من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی (بیہقی فی شعیب الایمان، مشکوۃ شریف، ج ۱، ص ۲۴۰)۔ جس نے حج کیا اور میرے روضہ کی زیارت کی وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے میری ظاہری زندگی میں میری زیارت کی۔

توسل واستغاثہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعاء کرنا اور آپ سے مدد چاہنا حصول مغفرت ومقصد براری کا قوی ذریعہ ہے۔ **ویحسن التوسل والاستغاثة بالنبی صلی اللّٰه علیه وسلم الی ربه**۔ (شفاء السقام صفحہ ۳۷، بحوالہ فتاوی نظامیہ ۴۴۷)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل آپ کی ولادت شریفہ سے قبل اور آپ کی ظاہری حیات میں اور آپ کے وصال شریف کے بعد نصوص سے ثابت ہے۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین ائمہ ومحدثین کے واقعات اس کے شاہد عدل ہیں۔ ”**ویجوز التوسل الی اللّٰه تعالیٰ والاستغاثة بالانبیاء والمرسلین والعلماء والصالحین فی حیاتهم وبعد مماتهم**۔ (فتاویٰ علامہ رملی صفحہ ۳۸۲، بحوالہ فتاویٰ نظامیہ ۴۴۷)

قبل ولادت توسل

اہل کتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ سے پیشتر آپ کے وسیلہ سے دعائیں کرتے اور دشمنوں پر فتح پاتے تھے ”**وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا**“ (سورۃ بقرۃ ۸۹:)

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ رحمہ اللہ ”انوار احمدی“ میں مواہب لدنیہ سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان آپ پر ظاہر ہوئی تو آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لیکر اللہ سے دعا کی تو ارشاد ہوا کہ اے آدم اگر تم تمام اہل آسمان وزمین کے حق میں بھی آپ کے توسل سے دعاء کرتے تو ہم ان کے حق میں ضرور اس دعا کو قبول فرماتے۔

الوقاء، انجاح الحاجہ، سنن بیہقی، ابن ابی شیبہ، ابن عبد البر، بحوالہ فتاویٰ نظامیہ صفحہ ا ۲۷۴ و ۴۲۷)

صلاۃ وسلام

دنیا میں لوگ اپنے بڑے کی تعظیم کرتے ہیں حتیٰ کہ فوج بھی اپنے سردار کو سلامی دیتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو باعث تخلیق کون ومکان، ہادی انس وجان، شافع کل عالم وعالمیاں ہیں۔ آپ کے احسان تلے ساری دنیا ہے اور خصوصاً اہل ایمان پر تو ہمیشہ آپ کے احسانات کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ ہر وقت امت ہی کی فکر ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے امت کی بخشش کے لئے دعائیں فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ ولادت سے لیکر شب معراج پھر تا وصال اور ہمیشہ میدان حشر ہو کہ میزان وصراط امت ہی کی فکر ہے۔ تو ایسے محسن اعظم جن کے احسانات کا احاطہ وشمار ناممکن ہے تو پھر ہم امتیوں سے کیا اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر میں رطب اللسان رہیں اور آپ کی عظمتوں کا چرچا کریں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجملہ حقوق کے صلاۃ وسلام ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بذات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے ساتھ آپ پر صلاۃ وسلام نازل فرماتا ہے اور فرشتے بھی ہمیشہ آپ پر درود وسلام پڑھتے ہیں اسی لئے اہل ایمان کو تعظیم صلاۃ کے ساتھ کثرت سلام کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔ ''ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھاالذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما'' (سورہ احزاب:۵۶) اور درود وسلام ہی حضور سے تقرب کا عظیم ترین ذریعہ ہے۔ ان اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علی صلاۃ۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز میرے سب سے زیادہ نزدیک وہ ہوں گے جو بکثرت مجھ پر صلاۃ وسلام بھیجتے ہیں۔ (ترمذی شریف)